WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورَۃ الماعون

نام : اس سورت کی آخری آیت میں الماعون کا کلمہ مستعمل ہے۔ یہی اس سورت کا عنوان ہے۔ اس کی سات آیتیں اور ایک رکوع ہے، پچیس کلمات اور ایک سو پچیس حروف پر مشتمل ہے۔

نزول : عطا اور جابر کے نزدیک یہ مدنی ہے۔ حضرت ابن عباس کا ایک قول بھی یہی ہے، لیکن جمہور نے اسے مکی سورتوں میں شمار کیا ہے۔

مضامین : اس سورت میں ان لوگوں کے اخلاق و کردار کی تصویر کشی کی گئی ہے جو روز جزا پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس فانی زندگی کو ہی انسانی زندگی خیال کرتے ہیں اور اسی کو زیادہ سے زیادہ آرام دہ اور معزز بنانے کی دھن میں مگن رہتے ہیں۔ خود سوچیے جو معاشرہ در پر آنے والے خستہ حال یتیموں کو دھکے دے کر اپنے ہاں سے نکال دیتا ہے۔ جو غریب فاقہ کشوں پہ نہ خود رحم کھاتا ہے اور نہ دوسرے لوگوں کو ان کی اعانت کی ترغیب دیتا ہے۔ از خود تو اس سے انسانی ہمدردی کے جذبہ کا اظہار نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی چار و ناچار اس سے بھلائی صادر ہو جاتی ہے تو پھر ریا و نمود سے اس کو غارت کر دیتا ہے۔ نیکی کی توفیق سے وہ اس قدر محروم ہے کہ کسی کے لیے کوئی بڑا ایثار تو رہا ایک طرف اس سے تو معمولی نیکی بھی سرزد نہیں ہوتی۔ وہ روزمرہ کے استعمال میں لائی جانے والی چیزیں بھی اپنے دوستوں اور پڑوسیوں کو استعمال کے لیے نہیں دیتا۔ جس شخص کا کردار یہ ہو اس سے زیادہ بدبخت کون ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم کا ہم پر یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ذلت و رسوائی اور نحوست کے اس گڑھے سے نکلنے اور بلندیوں پر آشیاں بند ہونے کا درس دیا۔

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

سورۃ الماعون مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ — اس میں سات آیات ہیں

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ﴿١﴾ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ﴿٢﴾

کیا آپ نے دیکھا ہے اس کو جو جھٹلاتا ہے (روز) جزا کو ۱ — پس یہی وہ (بدبخت) ہے جو دھکے دے کر نکالتا ہے یتیم کو ۲

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿٣﴾ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿٤﴾

اور نہیں برانگیختہ کرتا ہے (دوسروں کو) ۳ کہ غریب کو کھانا کھلائیں ۳ — پس خرابی ہے ایسے نمازیوں کے لیے

۱۔ استفہام اظہار تعجب کے لیے ہے۔ رَاَیْتَ سے آنکھوں سے دیکھنا بھی مراد ہو سکتا ہے اور کسی کو جاننے اور پہچاننے کے لیے بھی یہ مستعمل ہوتا ہے۔

الدین کے دونوں معنی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ الدین سے مراد دین اسلام ہو۔ یعنی کیا تم اس احمق کے حالات کو جانتے ہو جو اس دین حق کی تکذیب کرتا ہے اور اگر دین سے مراد روز جزا ہو تو پھر معنی ہو گا کہ جو نادان روز جزا پر ایمان نہیں رکھتا کیا تم نے اس کی اخلاقی پستی کا اندازہ لگایا؟

۲۔ یہاں فا جزائیہ ہے۔ جملہ شرطیہ محذوف ہے۔ یہ عبارت اس کی جزا ہے۔ تقدیر کلام یوں ہے۔ ھل عرفت الذی یکذب بالجزاء او بالاسلام ان لم تعرفہ فذلک الذی۔ یعنی جو روز جزا یا دین اسلام کا منکر ہے۔ اگر تم اس کی حالت کو جانتے ہو تو فبہا اور اگر نہیں جانتے تو اب جان لو کہ اس کی اخلاقی پستی کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی یتیم اس کے ہاں رحمت و شفقت کا خواستگار بن کر آتا ہے تو اس کو اس کی خستہ حالی پر ذرا ترس نہیں آتا۔ اس کی بے کسی کو دیکھ کر اس کا دل نہیں پسیجتا بلکہ قہر آلود اور حقارت آمیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا ہے اور دھکے دے کر اس کو اپنے ہاں سے نکال دیتا ہے۔ دَعٌّ بمعنی الدفع ہے یعنی دھکے دے کر نکالنا۔ اس کا دوسرا معنی کسی کو کسی کے حق سے محروم کر دینا ہے۔ ای یدفعہ عن حقہ وقالہ یقہرہ ویظلمہ (قرطبی) یتیم کے ساتھ ان کے اس سنگدلانہ برتاؤ کی کیا وجہ ہے؟

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ انہیں اس سنگدلی پر معاشرہ کی طرف سے کسی ردعمل کا کوئی اندیشہ نہیں۔ انہیں یقین ہے کہ یتیم بچوں سے ان کا حق چھین لینے کے خلاف کوئی صدائے احتجاج بلند نہ ہو گی اور نہ ان سنگدلانہ حرکتوں کے باعث ان کی ساکھ میں کمی واقع ہو گی۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قیامت پر انہیں یقین نہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم نے اس یتیم کے ساتھ کوئی احسان کیا تو یہ بے آسرا، بے سہارا، کمسن بچہ ہمیں اس کا کیا معاوضہ دے گا۔ جہاں دس خرچ کر کے سو لینے کی امید نہ ہو وہاں اپنا مال خرچ کرنا پرلے درجے کی بیوقوفی خیال کرتے ہیں۔ اگر انہیں قیامت پر یقین ہوتا تو وہ اس امید پر اس بچے کے ساتھ احسان و مروت کا سلوک کرتے کہ اگرچہ یہاں تو مجھے اس کا کوئی معاوضہ نہیں ملے گا لیکن جب قیامت برپا ہو گی تو اللہ تعالیٰ کی جناب سے اس کو اس کا بڑا فیاضانہ بدلہ ملے گا۔

۳۔ قیامت پر ایمان نہ رکھنے والے انسانی ہمدردی کے جذبے سے کس قدر بے بہرہ ہو گئے ہیں۔ فرمایا کہ وہ خود تو ان یتیموں کی

الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝۵ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝۶

جو اپنی نماز (کی ادائیگی) سے غافل ہیں ۵ وہ جو ریاکاری کرتے ہیں ۶

کچھ امداد نہ کر سکے گنجائش نہ تھی یا بخل نے ہاتھ پکڑ لیے، لیکن دوسرے لوگوں کو تو ان مفلوک الحال لوگوں کی ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے کی ترغیب دے سکتے تھے۔ وہ بد نصیب اس سے بھی قاصر ہے۔ کوئی غریب ان کے نزدیک امداد و اعانت کا مستحق نہیں۔ انہوں نے ایک خود ساختہ ضابطہ بنا رکھا ہے۔ کہتے ہیں انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ (یٰس)۔ یعنی اگر اس غریب کو فارغ البال کرنا مناسب ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں کس چیز کی کمی تھی۔ وہ خود اس کو ضروریاتِ زندگی مہیا فرما دیتا۔ جب اس نے اسے مفلس و کنگال رہنے دیا ہے تو ہم ایسے گستاخ کیوں نہیں کہ ایسے شخص کی امداد کر کے مشیتِ خداوندی کا مقابلہ کریں۔

ان آیات میں غور فرمائیے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب معاشرہ کے بے سہارا اور ضرورت مند افراد کی امداد اور ان کو ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے کو کتنی اہمیت دیتی ہے۔ جو لوگ اسلامی تعلیمات کے اس پہلو کو در خور اعتنا نہیں سمجھتے وہ کتنے کوتاہ نظر ہیں اور ان کے رویہ میں کتنی سنگدلی اور کمینگی پائی جاتی ہے۔

۳ اس کا مفہوم راغب نے اطعام المسکین بتایا ہے۔ میں نے ترجمہ اسی کے مطابق کیا ہے۔ لیکن دوسرے علماء نے طعام سے مراد غذا ہی لی ہے۔ اگرچہ وہ غذا اس شخص کی ملکیت ہے جس نے اس کو پکایا ہے اور جو اپنے ہاتھوں سے غریبوں کو بانٹ رہا ہے۔ لیکن یہاں اس کی اضافت المسکین کی طرف کر کے یہ بتا دیا کہ یہ غذا اس مسکین کا حق ہے۔ گویا یہ دینے والے کی ملکیت نہیں بلکہ لینے والا اس کا مالک ہے۔ دینے والا دے کر کوئی احسان نہیں کر رہا بلکہ اسی کی چیز اسی کو بانٹ رہا ہے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں بان المسکین کانہ مالک لما یعطی لہ وفیہ اشارۃ الی عدم الامتنان (روح المعانی)

۵ پہلے بندوں جو آخرت کا انکار کرتے تھے ان کا حال تو آپ نے سنا اب ذرا ان منافقین کا حال بھی سنیے جنہوں نے بظاہر تو اپنے آپ کو مسلمانوں کے زمرے میں شامل کر رکھا ہے لیکن ان کے دلوں میں قیامت پر ایمان نہیں۔ اس لیے نماز کے بارے میں بڑی غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ساھون: غافلون۔ یعنی نماز کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں۔ نماز ادا ہو گئی تو ہو گئی۔ نہ ہوئی تو انہیں ذرا دکھ نہیں۔ اگر نماز پڑھتے ہیں تو کسی ثواب کے امیدوار نہیں ہوتے اور اگر نہیں پڑھتے تو کسی عذاب کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اگر لوگوں میں گھر گئے تو نماز پڑھ لی تنہا ہوئے تو ختم کر گئے یا نماز پڑھتے تو ہیں لیکن صحیح وقت پر ادا نہیں کرتے۔ یونہی بیٹھے گپیں ہانکتے رہتے ہیں اور جب وقت ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے تو تیزی سے اٹھتے ہیں اور تین چار ٹھونگے مار کر فارغ ہو جاتے ہیں یا نماز میں جس خشوع و خضوع کی ضرورت ہے اس کی انہیں ہوا تک نہیں لگی ہوتی۔ کھڑے تو نماز میں ہوتے ہیں لیکن دل افکار و غیرہ سے پُر ہوتے ہیں۔ عبادت و ذکر الٰہی کی لذت سے کبھی سرشار نہیں ہوتے۔ غفلت کی سب قسمیں ہیں۔ سچے مومن کو چاہیے کہ ان تمام سے پرہیز کی پوری پوری کوشش کرے۔ علماء نے بڑی پیاری بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں الحمد للہ الذی قال عن صلاتہم ولم یقل فی صلاتہم۔ یعنی اللہ کا شکر ہے کہ عن صلاتہم فرمایا۔ فی صلاتہم نہیں فرمایا۔ ورنہ شاید ہی کوئی نمازی اس وعید سے محفوظ رہتا۔ ہر مسلمان کو اثنائے نماز میں سہو و نسیان سے کبھی نہ کبھی سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ اس کی تلافی کے لیے سجدۂ سہو کا حکم دیا گیا۔

ع ۱ ۷ ۳۲

وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝٧

اور (مانگے بھی) نہیں دیتے روزمرہ استعمال کی چیز ۷

۶ نماز کے معاملہ میں غافل ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ریاکار بھی ہیں۔ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہیں کرتے۔ خلوص نیت سے یکسر محروم ہیں۔ جو نیکی کرتے ہیں اس خیال سے کرتے ہیں کہ لوگ انہیں نیک کہیں گے۔ ان کی عبادتوں کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت پیدا ہو جائے گی۔ انہیں شہرت و ناموری حاصل ہوگی اور اس طرح وہ دنیوی منفعتیں اور مفادات آسانی سے حاصل کر سکیں گے۔

۷ ماعون کے متعدد معانی بتائے گئے ہیں۔ حضرات سیدنا علی، ابن عباس، محمد بن حنفیہ کی رائے میں ماعون سے مراد زکوٰۃ ہے لیکن علمائے تفسیر کی کثیر جماعت نے اس کا معنی روزمرہ استعمال کی چیزیں بتایا ہے جو ہر پڑوسی بوقت ضرورت اپنے پڑوسی سے عاریۃً لے لیتا ہے اور اپنی ضرورت پوری کرکے مالک کو واپس کر دیتا ہے جیسے ہنڈیا، ڈول، کلہاڑا، چقماق وغیرہ وغیرہ۔

منکرین قیامت کی اخلاقی پستی، منافقین کی عبادات سے کلیۃً بے اعتنائی اس پر ریاکاری اور اپنے ہمسایوں، عزیز دوستوں، قریبی رشتہ داروں سے عام ضرورت کی چیزوں کو روکنے کی قبیح عادت کا ذکر کرکے مسلمانوں کو ان سے اجتناب کی تلقین کی۔ بتایا یہ خصلتیں ان لوگوں کی ہیں جو دین کو نہیں مانتے۔ جن کے دلوں میں نفاق کی غلاظت ہے۔ تم تو قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے پر یقین رکھتے ہو۔ تمہیں تو اپنے دامن کو ان آلائشوں سے ہرگز آلودہ نہ ہونے دینا چاہیے ورنہ تم میں اور ان لوگوں میں وجہ امتیاز کیا رہے گی۔ خط فاصل کہاں کھینچا جائے گا۔

○

لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ فاطر السمٰوات والارض انت ولی فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

یارب صل وسلم علیٰ من خلقہ عظیم واسوتہ حسنۃ وشمائلہ سنیۃ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وحبیہ الیٰ یوم الدین۔